درسِ نظامی • علم الکلام • درجہ سادسہ (العالیہ)

شرح العقائد النسفية | إثبات الصانع وبرهان التطبيق

للإمام العلامة سعد الدين مسعود بن عمر التفتازانيؒ (صفحات ۱۰۲ تا ۱۰۵)

المُحْدِثُ للعالمِ هو الله تعالى • مفهوم واجب الوجود • بطلان التسلسل في العلل • البرهان العقلي والرياضي مع الربط المعاصر

صفحات ۱۰۲ تا ۱۰۵ کا عطر و نچوڑ

کائنات کا بنانے والا اور غیر متناہی علتوں کا بطلان

یہ صفحات علم الکلام کی اصل بنیاد ہیں۔ امام سعد الدین تفتازانیؒ نے نہایت اختصار مگر غیر معمولی جامعیت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ کائنات چونکہ حادث ہے اس لیے اس کا ایک صانع (محدث) ضروری ہے، اور وہ صانع کوئی ممکن چیز نہیں ہو سکتی ورنہ لامتناہی زنجیر (تسلسل) لازم آئے گی۔ اور تسلسل عقلاً باطل ہے جس کے رد کے لیے سب سے قوی دلیل **«برہانِ تطبیق»** قائم فرمائی ہے۔

۳ بنیادی ستون: قدیم کلامی اصطلاح، فلسفی مفہوم اور قاطع فکری تمثیلات

۱. اثباتِ واجب الوجود

The Self-Sufficient Source

کائنات کی ہر شے "ممکن" (محتاج) ہے، اور ممکن کا خود بخود عدم سے وجود میں آنا محال ہے۔ پس اس کا مبدأ ایک ایسا خود مختار منبع ہونا چاہیے جو کسی کا محتاج نہ ہو۔

🪞 آئینوں کا تسلسل اور سورج کا منبع:
اگر تاریک فضا میں رکھے بے شمار آئینے صرف ایک دوسرے سے عکس لے رہے ہوں اور کوئی خود روشن منبع (سورج) نہ ہو، تو کسی آئینے میں کبھی روشنی نہیں آ سکتی۔ کائنات کی ہر شے وجود مستعار لے رہی ہے، پس ایک حقیقی منبعِ نور (واجب الوجود) لازمی ہے!

۲. بطلانِ تسلسل

Infinite Dependency Loop

اگر ہر سبب کے پیچھے دوسرا سبب ہو اور یہ زنجیر ماضی میں کبھی نہ رکے، تو کائنات کبھی وجود میں ہی نہیں آ سکتی تھی، کیونکہ لامتناہی شرائط کا طے ہونا ناممکن ہے۔

🎯 سپاہی کا فائر اور حتمی کمانڈر کا اذن: اگر سپاہی کہے "میں فائر تب کروں گا جب افسر اذن دے"، اور افسر دوسرے افسر کے حکم پر موقوف رکھے اور یہ شرط لامتناہی چلتی رہے، تو گولی کبھی نہیں چل سکتی۔ چونکہ کائنات بالفعل موجود ہے، پس ایک حتمی غیر محتاج علت (First Cause) قطعی ثابت ہے!

۳. برہانِ تطبیق

Mapping Paradox

معلولات کے دو سلسلوں کا ایک دوسرے کے سامنے تقابل کر کے لامتناہی زنجیر کے عقلی و ریاضیاتی تضاد کو قاطع انداز میں ثابت کرنا۔

🪐 افلاکِ زحل و قمر کے لامتناہی چکر:
چاند ہر ماہ اور زحل ۳۰ سال میں چکر مکمل کرتا ہے (چاند ۳۶۰ گنا تیز ہے)۔ اگر ماضی کے چکر لامتناہی ہوں، تو تطبیق سے تیز اور سست برابر ہو جائیں گے (الناقص کالزائد محال)! اور اگر برابر نہ ہوں تو ایک سلسلہ رک کر متناہی ہوگا اور دوسرا بھی متناہی ہو جائے گا!

اہم اصطلاحی و کلامی مفاہیم:

- **واجب الوجود:** جس کا وجود اس کی اپنی ذات سے ہو اور وہ عدم کو قبول نہ کرے (خداوندِ قدوس)۔
- **ممکن / جائز الوجود:** جس کا ہونا اور نہ ہونا عقل میں دونوں برابر ہوں، اپنے وجود کے لیے غیر کا محتاج ہو (ساری کائنات)۔
- **ترجح بلا مرجح:** بغیر کسی سبب یا علت کے کسی ایک ممکن پہلو کا خود بخود غالب آ جانا (جو کہ بدیہۃً محال ہے)۔
- **تسلسل فی العلل:** علتوں اور معلولات کی زنجیر کا ماضی کی جانب بغیر کسی آخری علت (واجب) کے لامتناہی چلتے رہنا۔
- **تطبیق:** دو سلسلوں کے افراد کو ایک کے مقابلے میں ایک رکھ کر مقایسہ و موازنہ کرنا۔

عبارتِ شرح العقائد مع سلیس اردو ترجمہ و تشریح (صفحات ۱۰۲ تا ۱۰۵)

صفحہ ۱۰۲: اثباتِ صانعِ عالم اور مفہومِ واجب الوجود

[المُحْدِثُ للعالمِ هو الله تعالى]

«ولما ثبت أن العالم محدث، ومعلوم أن المحدث لا بد له من محدث، ضرورة امتناع ترجح أحد طرفي الممكن من غير مرجح، ثبت أن له محدثاً، **[والمحدث للعالم هو الله تعالى]**، أي الذات الواجب الوجود الذي يكون وجوده من ذاته، ولا يحتاج إلى شيء أصلاً؛ إذ لو كان جائز الوجود لكان من جملة العالم، فلم يصلح محدثاً للعالم ومبدأ له.»

📌 حاشیہ: قولہ «الواجب الوجود»: تفسیر بأخص الصفات (یعنی اللہ تعالیٰ کی سب سے خاص کلامی صفت واجب الوجود ہونا ہے)۔

سلیس اردو ترجمہ و مفہوم:

[جہان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے]

اور جب یہ بات (پچھلی درسی بحثوں میں) قطعی طور پر ثابت ہو چکی کہ سارا عالم "**مُحدَث**" (نو پیدا، عدم کے بعد وجود میں آنے والا) ہے، اور ہر عقلِ سلیم کے نزدیک یہ بات بدیہی ہے کہ ہر محدَث کے لیے ایک "**مُحدِث**" (پیدا کرنے والا) ناگزیر ہے—کیونکہ ممکن کے دونوں پہلوؤں (وجود یا عدم) میں سے کسی ایک کا بغیر کسی ترجیح دینے والے کے خود بخود غالب آ جانا عقلاً محال ہے—تو یہ ثابت ہو گیا کہ اس کائنات کا ایک پیدا کرنے والا ہے۔

اور وہ پیدا کرنے والا **اللہ تعالیٰ** ہے، یعنی وہ ذات جو **واجب الوجود** ہے، جس کا وجود خود اس کی اپنی ذات سے ہے اور وہ کسی شے کی محتاج نہیں۔ کیونکہ اگر بالفرض وہ ذات خود ممکن الوجود ہوتی تو وہ اسی کائنات کا ایک فرد بن جاتی، اور جب وہ خود کائنات کا جزو ہوتی تو وہ پوری کائنات کی خالق اور اصل مبدأ بننے کی ہرگز اہل نہ ہو سکتی۔

صفحہ ۱۰۳: کیا اثباتِ صانع ابطالِ تسلسل کا محتاج ہے؟ (دفعِ وہم)

«مع أن العالم اسم لجميع ما يصلح علماً على وجود مبدأ له، وقريب من هذا ما يقال: إن مبدأ الممكنات بأسرها لا بد أن يكون واجباً؛ إذ لو كان ممكناً لكان من جملة الممكنات، فلم يكن مبدأ لها، **وقد يتوهم أن هذا دليل على وجود الصانع من غير افتقار إلى إبطال التسلسل وليس كذلك**، بل هو إشارة إلى أحد أدلة بطلان التسلسل، وهو أنه لو ترتب سلسلة الممكنات لا إلى نهاية لاحتاجت إلى علة، وهي لا يجوز أن تكون نفسها ولا بعضها؛ لاستحالة كون الشيء علة لنفسه ولعلله، بل خارجا عنها فيكون واجباً فتنقطع السلسلة.»

📌 حاشیہ: قولہ «بأسرها»: أي بتمامها (تمام ممکنات بحیثیتِ مجموعی)۔

سلیس اردو ترجمہ و مفہوم:

علاوہ ازیں، لفظ "عالم" تو وضع ہی ہر اس موجود کے لیے ہوا ہے جو اپنے بنانے والے کے وجود پر علامت بن سکے۔ اور اسی کے قریب وہ دلیل ہے جو کہی جاتی ہے کہ: "تمام ممکنات کا سرچشمہ لازماً واجب الوجود ہوگا؛ کیونکہ اگر وہ ممکن ہوتا تو وہ خود ممکنات کا ایک فرد ہوتا، لہٰذا وہ ان کا مبدأ نہ بن سکتا"۔

علامہ تفتازانیؒ کی نفیس تنبیہ: اور بسا اوقات کسی کو یہ دھوکا یا وہم ہو سکتا ہے کہ یہ دلیل تسلسل (لامتناہی زنجیر) کو باطل کیے بغیر ہی وجودِ صانع کو تن تنہا ثابت کر دیتی ہے، حالانکہ حقیقت ایسی نہیں ہے! بلکہ یہ استدلال دراصل بطلانِ تسلسل کی دلیل کی طرف ہی اشارہ ہے؛ کیونکہ اگر ممکنات کی زنجیر ماضی کی جانب لامتناہی طور پر مرتب ہو جائے تو یہ پورا لامتناہی مجموعہ کسی علت کا محتاج ہوگا۔ اور وہ علت نہ تو یہ مجموعہ خود ہو سکتا ہے اور نہ اس کا کوئی جزو؛ کیونکہ کسی شے کا خود اپنی علت بننا یا اپنی علتوں کی علت بننا محال ہے۔ لہٰذا وہ علت خارج سے ہوگی تو واجب الوجود ہوگی اور یوں سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔

صفحہ ۱۰۴: برہانِ تطبیق کا مکمل استدلال اور صیاغت

«ومن مشهور الأدلة **برهان التطبيق**، وهو أن نفرض من المعلول الأخير إلى غير النهاية جملة، ومما قبله بواحد مثلا إلى غير النهاية جملة أخرى، ثم نطبق الجملتين، بأن نجعل الأول من الجملة الأولى بإزاء الأول من الجملة الثانية، والثاني بالثاني، وهلم جراً، **فإن كان بإزاء كل واحد من الأولى واحد من الثانية، كان الناقص كالزائد وهو محال**، وإن لم يكن فقد وجد في الأولى ما لا يوجد بإزائه شيء في الثانية، **فتنقطع الثانية وتتناهى، ويلزم منه تناهي الأولى**؛ لأنها لا تزيد على الثانية إلا بقدر متناه، والزائد على المتناهي بقدر متناه يكون متناهيا بالضرورة، وهذا التطبيق إنما يمكن فيما دخل تحت الوجود ...»

📌 حاشیہ: قولہ «بواحد مثلاً»: أي بمرتبة واحدة (یعنی ایک درجے یا معلول کے فاصلے سے)۔

سلیس اردو ترجمہ و مفہوم (برہانِ تطبیق کی صورت):
اور ابطالِ تسلسل کے مشہور ترین دلائل میں سے "برہانِ تطبیق" (آمنے سامنے جوڑ کر موازنہ کرنے کی دلیل) ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ:
ہم حال میں موجود آخری معلول سے لے کر ماضی کی غیر متناہی جانب تک کے معلولات کا ایک مجموعہ فرض کریں (جسے **الجملۃ الأولی** کہا جائے گا)، اور اس سے ایک درجہ پہلے والے معلول سے لے کر ماضی کی غیر متناہی جانب تک دوسرا مجموعہ فرض کریں (جسے **الجملۃ الثانیۃ** کہا جائے گا)۔ پھر ہم دونوں سلسلوں کے درمیان تطبیق دیں، یعنی پہلے کے سامنے پہلا، دوسرے کے سامنے دوسرا، اور اسی طرح پیچھے چلتے جائیں۔ اب عقل کے سامنے دو ہی راہیں ہیں:
۱. **شق اول (محال):** اگر پہلے سلسلے کے ہر فرد کے مقابلے میں دوسرے سلسلے کا ایک فرد رہے، تو ناقص (جس میں سے ایک کم کیا گیا تھا) بالکل زائد کے برابر ہو جائے گا، اور ناقص کا زائد کے برابر ہونا کھلا تضاد اور عقلاً محال ہے!
۲. **شق دوم (ثبوتِ تناہی):** اور اگر ہر ایک کے مقابلے میں دوسرا نہ رہے، تو دوسرے سلسلے کے افراد ختم ہو جائیں گے اور وہ متناہی ہو جائے گا۔ اور جب دوسرا متناہی ہو گیا تو پہلے کا متناہی ہونا بھی لازمی ٹھہرا؛ کیونکہ پہلا سلسلہ دوسرے سے صرف ایک متناہی مقدار (ایک معلول) زائد تھا، اور متناہی میں متناہی کا اضافہ بالضرورہ متناہی ہی ہوتا ہے!

صفحہ ۱۰۵: دو اعتراضات (نقوض) کا جواب اور توحیدِ باری تعالیٰ کا اثبات

«دون ما هو وهمي محض، فإنه ينقطع بانقطاع الوهم، **فلا يرد النقض بمراتب العدد** بأن تطبق جملتان إحداهما من الواحد لا إلى نهاية، والثانية من الاثنين لا إلى نهاية، **ولا بمعلومات الله تعالى ومقدوراته**، فإن الأولى أكثر من الثانية، مع لا تناهيهما؛ وذلك لأن معنى لا تناهي الأعداد والمعلومات والمقدورات: أنها لا تنتهي إلى حد لا يتصور فوقه آخر، لا بمعنى: أن ما لا نهاية له يدخل في الوجود، فإنه محال، **[الواحد يعني]** أن صانع العالم واحد، ولا يمكن أن يصدق مفهوم واجب الوجود، إلا على ذات واحدة.»

📌 حاشیہ: قولہ «الأولى»: أي المعلومات، قولہ «الثانية»: أي المقدورات (کیونکہ علم واجب، ممکن، ممتنع سب سے متعلق ہے جبکہ قدرت فقط ممکنات سے)۔

سلیس اردو ترجمہ و مفہوم:
اور یہ تطبیق صرف ان چیزوں میں ممکن ہے جو حقیقت کے ساتھ عالمِ خارج میں داخلِ وجود ہوں، نہ کہ محض وہمی اور فرضی چیزوں میں؛ کیونکہ وہمی چیزیں تو وہم کے رکنے سے ہی منقطع ہو جاتی ہیں۔
لہٰذا برہانِ تطبیق پر نہ تو **گنتی کے اعداد کا نقص** آئے گا (کہ ۱ سے لامتناہی اور ۲ سے لامتناہی میں تطبیق دی جائے)، اور نہ ہی **اللہ تعالیٰ کی معلومات اور مقدورات کا نقص** آئے گا (کہ معلومات مقدورات سے زائد ہیں حالانکہ دونوں لامتناہی ہیں)؛ کیونکہ اعداد، معلومات اور مقدورات کے لامتناہی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ کسی ایسی حد پر نہیں رکتے جس کے آگے مزید تصور نہ ہو سکے (عدم الوقوف عند حد)، نہ یہ کہ کوئی غیر متناہی مجموعہ خارج میں بالفعل وجود میں آ چکا ہو، کیونکہ یہ تو بالاتفاق محال ہے۔
[**اور صانع کا ایک ہونا**]: جہان کا پیدا کرنے والا ایک ہی ہے؛ کیونکہ "واجب الوجود" کا حقیقی مفہوم سوائے ایک ہی ذاتِ یکتا کے کسی اور پر صادق آ ہی نہیں سکتا۔

شجرۂ استدلالِ کلامی (Logical Deduction Architecture)

مقدمہ اولیٰ (العالم متغیر)

کائنات متغیر ہے اور ہر متغیر عدم کے بعد وجود میں آتا ہے:
ساری کائنات زمان، مکان اور اجسام کے تغیر کی زد میں ہے، لہٰذا کائنات حادث (محدث) ہے۔

مقدمہ ثانیہ (امتناع ترجح بلا مرجح)

ہر حادث کے لیے ایک محدث لازمی ہے:
ممکن کے لیے وجود اور عدم دونوں برابر ہیں۔ عدم کے مقابلے میں وجود کا پلڑا کسی سبب (مرجح) کے بغیر خود بخود نہیں جھک سکتا۔

تقسیم عقلی للمحدث (محدث کی نوعیت کیا ہے؟)

الاحتمال الأول (باطل بالبرہان): محدث خود ممکن ہو
اگر بنانے والا ممکن ہوگا تو وہ خود کائنات کا فرد ہوگا اور اپنی علت کا محتاج ہوگا۔ اس سے دو راہیں نکلیں گی:
• **دور (Circle):** الف، ب کی علت بنے اور ب، الف کی۔ (باطل بالضرورہ)
• **تسلسل (Infinite Regress):** علتوں کی لامتناہی زنجیر۔ (باطل ببرہان التطبیق)

الاحتمال الثاني (ثابت قطعی): محدث واجب الوجود ہو
جب علت تمام ممکنات کی زنجیر سے خارج ہوگی تو وہ بالضرورہ واجب الوجود ہوگی، جس کا وجود ذاتی ہے اور وہ کسی کی محتاج نہیں۔
النتیجہ الحتمیہ: صانعِ عالم واجب الوجود ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، اور علتوں کی زنجیر یہیں رک جاتی ہے۔

برہانِ تطبیق کی تفصیلی و ریاضیاتی تفہیم (The Proof Mechanism)

دو سلسلوں کی تفریق:

• **الجملة الأولى (سلسلہ A):** موجودہ معلول (آخری اثر) سے لے کر ماضی کی لامتناہی سمت تک: [معلول ۱، معلول ۲، معلول ۳، معلول ۴ ... ∞]
• **الجملة الثانية (سلسلہ B):** پہلے معلول سے ایک درجہ چھوڑ کر ماضی کی لامتناہی سمت تک: [معلول ۲، معلول ۳، معلول ۴ ... ∞]

شقِ اول: تطبیق ہر ہر فرد کے سامنے ہو (محال)
«كان الناقص كالزائد وهو محال»
سلسلہ B میں سے ایک معلول کم کیا گیا تھا۔ اگر وہ پھر بھی سلسلہ A کے عین برابر رہے، تو (س - ۱) = س لازم آئے گا، یعنی جزو کل کے برابر ہو جائے گا جو کہ عقل اور ریاضی کا صریح تضاد ہے۔

شقِ ثانی: سلسلہ B منقطع ہو جائے (ثبوتِ تناہی)
«فتنقطع الثانية وتتناهى، ويلزم منه تناهي الأولى»
اگر سلسلہ B منقطع ہو جائے تو وہ متناہی (محدود) ٹھہرا۔ اور چونکہ سلسلہ A اس سے صرف ایک متناہی عدد (۱ معلول) زیادہ ہے: [Finite + 1 = Finite]، لہٰذا سلسلہ اولیٰ بھی لازماً متناہی ہو گیا۔

پل: روایتی علم الکلام اور جدید فلسفہ و سائنس (Modern Synthesis)

۱. واجب الوجود بمقابلہ ممکن الوجود — Necessary Being vs Contingent Being

ماڈرن موڈل لاجک (Modal Logic) میں واجب الوجود وہ ہستی ہے جو تمام ممکنہ جہانوں میں موجود ہو (□∃x)۔ وہ کسی مادی اجزاء، فزیکل کنڈیشن یا خارجی علت کی محتاج نہیں، جبکہ تمام مادی کائنات اور طبعی قوانین "Contingent" (ممکن) ہیں جن کا نہ ہونا منطقی تضاد پیدا نہیں کرتا۔

۲. امتناع ترجح بلا مرجح — The Principle of Sufficient Reason (PSR)

لیبنز اور جدید اینالیٹک فلاسفہ کا بنیادی اصول: "Nothing exists without a reason why it exists rather than not"۔ جیسے بالکل برابر ترازو بغیر کسی خارجی وزن یا جھکانے والے کے خود بخود کسی ایک طرف نہیں جھک سکتا، ویسے ہی کائنات عدم کے مقابلے میں خود بخود وجود پذیر نہیں ہو سکتی۔

۳. کائنات کا آغاز (العالم محدث) — Big Bang, BGV Theorem & Thermodynamics

جدید فلکیات نے ارسطو کے نظریہ ازلیتِ مادہ کو رد کر کے ثابت کیا کہ وقت اور مادہ کا آغاز ہوا ہے۔ تھرموڈائنامکس کا دوسرا قانون (اینٹروپی) بتاتا ہے کہ اگر کائنات ازلی ہوتی تو لامتناہی وقت پہلے ہی ٹھنڈی ہو کر حرارتی موت کا شکار ہو چکی ہوتی۔ 2003 کا بورڈے-گوتھ-ولینکن تھیورم (BGV) ثابت کرتا ہے کہ پھیلنے والی ہر کائنات کا ایک مطلق آغاز لازمی ہے۔

۴. بالفعل لامتناہیت کا محال ہونا (ڈیوڈ ہلبرٹ) — Actual Infinite vs Potential Infinite

عظیم جرمن ریاضی دان ڈیوڈ ہلبرٹ نے واضح کیا کہ خارجی حقیقی دنیا میں "بالفعل لامتناہی اشیاء کا جمع ہونا" تضاد سے خالی نہیں: *"The infinite is nowhere to be found in reality"*۔ ہلبرٹ کے لامتناہی ہوٹل کی تمثیل یہی ثابت کرتی ہے کہ تخیل اور وہم میں تو انفینٹی کا کھیل چل سکتا ہے مگر خارج میں نہیں!

طلبہ کے لیے ۳ بصری استعارات:

۱. ٹرین کے ڈبے اور خود مختار انجن: ٹرین کے تمام ڈبے صرف قوت آگے منتقل کرتے ہیں مگر خود قوت پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر لامتناہی ڈبے جوڑ دیے جائیں لیکن کوئی انجن (واجب الوجود) نہ ہو، تو ٹرین ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔

۲. ہلبرٹ کا لامتناہی ہوٹل: پورے لامتناہی مہمان نکالنے کے بعد بھی لامتناہی مہمان باقی رہتے ہیں؛ جو ثابت کرتا ہے کہ حقیقتِ خارجیہ میں ناقص کبھی زائد کے برابر نہیں ہو سکتا۔

۳. ڈومینو اثر اور موجودہ دن: گرتے ہوئے ڈومینو اگر لامتناہی ماضی سے گر رہے ہوتے تو وہ کبھی آج کے دن کے ڈومینو تک نہ پہنچ پاتے۔ چونکہ ہم آج موجود ہیں، اس کا ثبوت ہے کہ ماضی کا سلسلہ ایک معین نقطے سے شروع ہوا ہے۔

برہانِ تطبیق پر شبہات (نقوض) کا رد اور توحیدِ باری تعالیٰ

نقض اول: مراتبِ عدد (گنتی کے اعداد کا اعتراض)

اعتراض: اگر عدد ۱ سے لامتناہی اور عدد ۲ سے لامتناہی کا موازنہ کریں تو تطبیق کے باوجود دونوں غیر متناہی رہتے ہیں۔ تو کیا تطبیق غلط ہو گئی؟

علامہ تفتازانیؒ کا رد: اعداد امورِ وہمیہ ہیں، ان کا عالمِ خارج میں کوئی مادی اور حقیقی وجود نہیں ہے کہ اربوں اعداد بیک وقت خارج میں جمع ہو چکے ہوں۔ اور وہمی چیزیں جیسے ہی انسان سوچنا بند کرتا ہے ختم ہو جاتی ہیں («فإنه ينقطع بانقطاع الوهم»)، جبکہ تسلسل کا دعویٰ خارج میں موجود علتوں کے متعلق تھا۔

نقض دوم: معلومات اور مقدوراتِ الٰہیہ کا اعتراض

اعتراض: اللہ کا علم قدرت سے وسیع تر ہے (کیونکہ علم واجب، ممکن، ممتنع سب کو گھیرے ہوئے ہے جبکہ قدرت صرف ممکنات سے متعلق ہے)۔ پھر بھی دونوں لامتناہی ہیں تو زائد و ناقص کیسے مساوی رہے؟

علامہ تفتازانیؒ کا رد: معلومات اور مقدورات کے لامتناہی ہونے کا مطلب ہے «أنها لا تنتهي إلى حد لا يتصور فوقه آخر» یعنی ان کی کوئی ایسی آخری حد نہیں جس کے آگے مزید تصور نہ کیا جا سکے (عدم الوقوف عند حد)۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ لامتناہی اشیاء بالفعل خارج میں داخلِ وجود ہو چکی ہیں!

توحیدِ باری تعالیٰ کا ثبوت: [الواحد يعني أن صانع العالم واحد]

جب یہ ثابت ہو گیا کہ کائنات کی علت ایک واجب الوجود ہستی پر ختم ہوتی ہے، تو علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں کہ "واجب الوجود" کا حقیقی مفہوم سوائے ایک ہی یکتا ذات کے دو ہستیوں پر صادق آ ہی نہیں سکتا؛ ورنہ ان میں امتیاز کے لیے کسی صفت یا شرط کی احتیاج لازم آئے گی، اور جو محتاج ہو وہ واجب الوجود نہیں رہ سکتا۔ پس کائنات کا خالق فقط اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے۔

امتحانی سوالات و خود آزمائی (Assessment Questions & Answers)

سوال ۱: امام تفتازانیؒ نے برہانِ تطبیق میں "الجملة الأولى" اور "الجملة الثانية" کس طرح فرض فرمائی ہیں؟

جملہ اولیٰ کو حال میں موجود معلولِ اخیر سے لے کر ماضی کی لامتناہی جانب فرض کیا گیا، اور جملہ ثانیہ کو اس سے ایک درجہ پہلے والے معلول سے لے کر ماضی کی لامتناہی جانب فرض کیا گیا۔

درست بنیاد: «نفرض من المعلول الأخير إلى غير النهاية جملة، ومما قبله بواحد مثلا إلى غير النهاية جملة أخرى»

سوال ۲: برہانِ تطبیق کی شقِ ثانی میں اگر جملہ ثانیہ منقطع ہو جائے تو اس سے جملہ اولیٰ کا متناہی ہونا کیسے لازم آتا ہے؟

کیونکہ جملہ اولیٰ دوسرے سلسلے سے صرف ایک متناہی مقدار (۱ معلول) زیادہ ہے، اور متناہی میں متناہی جمع کرنے سے حاصل ہونے والا مجموعہ بالضرورہ متناہی ہی ہوتا ہے۔

منطقی قاعدہ: «والزائد على المتناهي بقدر متناه يكون متناهيا بالضرورة»

سوال ۳: برہانِ تطبیق پر "مراتبِ عدد" (گنتی کے اعداد) کا نقض کیوں وارد نہیں ہوتا؟

کیونکہ اعداد کا عالمِ خارج میں کوئی مادی و حقیقی وجود نہیں، وہ محض انسانی ذہن کے فرضی تصورات اور امورِ وہمیہ ہیں جو وہم کے رکنے سے منقطع ہو جاتے ہیں۔

کلامی ضابطہ: «وهذا التطبيق إنما يمكن فيما دخل تحت الوجود دون ما هو وهمي محض»

سوال ۴: کلامی اصطلاح "واجب الوجود" کا جدید اینالیٹک فلسفے میں درست متبادل کیا ہے؟

"Ontologically Necessary Being" یا "Unconditioned Reality" یعنی وہ حقیقت جس کا نہ ہونا وجودی و منطقی طور پر ناممکن ہو اور وہ تمام ممکنہ جہانوں (Possible Worlds) میں بالذات موجود ہو۔

جدید اصطلاح: Alvin Plantinga & Richard Swinburne کی اینالیٹک تھیالوجی کا لازمی مفہوم